بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مرحبا

توریت، زبور اور انجیل سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ثبوت

الحمدللہ رب العالمین الصلوۃ والسلام علی محمد المذکور فی صحائف الأولین والآخرین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔ امابعد

دنیا میں مختلف مکاتب فکر کے لوگ بستے ہیں لیکن مجموعی طور پر تمام مکاتب فکر دو بڑی قسموں میں محصور ہیں ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے جو مذہب پر یقین رکھتے ہیں اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو مذہب سے بیزار اور اس کو فکر انسانی کے لئے افیون سمجھتے ہیں۔لیکن ان لوگوں کی اس سوچ کی دنیا کے اکثر انسانوں کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔اور انسانوں کا وہ بڑا گروہ جو مذہب کو مانتا ہے مزید دو قسموں میں منقسم ہے ایک وہ گروہ ہے جو کسی نہ کسی الہامی مذہب کو ماننے کا دعویدار ہے اور دوسرا وہ گروہ ہے جو غیر الہامی مذہب کو مانتا ہے۔ موجودہ دور میں الہامی مذہب کے پیروکار عام طور پر تین قسم کے مذاہب یعنی اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں محصور ہیں۔اور یہ تینوں مذاہب کسی نہ کسی الہامی کتاب کے پیروکار ہیں۔ یہود توریت اور بعض دیگر انبیاء کے صحائف کو مانتے ہیں مگر عیسی علیہ السلام اور ان پر نازل کی گئی کتاب انجیل مقدس، نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان پر نازل کی گئی کتاب قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں جبکہ عیسائی توریت انجیل اور عیسی علیہ السلام سمیت گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے کا دعوی کرتے ہیں۔مگر نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان پر نازل آخری الہامی کتاب قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں۔ جبکہ اسلام کے ماننے والے محمد مصطفیٰ ﷺ سے آدم علیہ السلام تک بشمول موسی اور عیسی علیہما السلام گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان پر نازل کی گئی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق تمام انبیاء علیہم السلام نے اسلام ہی کی تبلیغ کی اور قرآن کی تعلیمات کے مطابق تمام انبیاء نے حضور نبی کریم رؤف رحیم محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا اور یہ وعدہ بھی کیا اگر وہ ان میں سے جس نبی کے زمانے میں ظاہر ہو جائیں تو اس نبی پر انکی مدد کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

واذأخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال ء اقررتم وأخذتم علی ذلکم اصری ۔ قالوا أقررنا ۔ قال فاشھدوا وأنا معکم من الشاہدین۔ فمن تولی بعد ذلک فأولئک ھم

الفاسقون۔

﴿پارہ ۳، سورۃ آل عمران ۳، آیت ۸۱﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول کہ تمھاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

اسی لئے تمام انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے ظہور کے لئے دعائیں کرتے اور اپنی اپنی امتوں میں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے، آپ ﷺ کے فضائل اور علامات بیان کرتے تا کہ اگر آپ ﷺ ان کے زمانے میں یا آئندہ ظاہر ہو جائیں تو وہ لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالی شفاء شریف میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ

سمعت رسول الله ﷺ يقول انى عبدالله وخاتم النبيين وان آدم لمنجدل فى طينته وعدة ابراهيم وبشارة عيسى ابن مريم

﴿نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان﴾

ترجمہ: میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں اس وقت سے اللہ کا بندہ اور آخری رسول ہوں جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کی حالت میں تھے اور میں ابراھیم علیہ السلام کی دعا اور عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

قرآن مجید سیدنا عیسی علیہ السلام کی بشارت کو درج ذیل الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

واذ قال عيسى ابن مريم يبنى اسرائيل انى رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدى من التوراة ومبشرا برسول يأتى من

بعدی اسمه احمد۔

﴿پارہ ۲۸، سورۃ الصف ۶۱، آیت ۶﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب عیسی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کا تصدیق کرتا ہوا اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتیں آپ ﷺ کو بہت اچھی طرح جانتی تھیں قرآن مجید اس حقیقت کو یوں بیان فرماتا ہے۔

الذین یتبعون الرسول النبی الأمی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والأنجیل

﴿پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷﴾

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں

﴿کنزالایمان﴾

مذکورہ بحث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام الہامی کتابوں کے ماننے والوں پر فرض تھا اور ہے کہ وہ حضور نور مجسم شاہ بنی آدم سیدنا محمد عربی ﷺ پر ایمان لائیں اور اپنے سابقہ مذہب کو چھوڑ کر امام الأنبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی اطاعت وفرمانبرداری کریں۔ مگر یہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بجائے شبانہ روز اپنے منسوخ اور محرف مذہب کی ترویج واشاعت میں لگے ہوئے ہیں اور سیدنا محمد عربی ﷺ کی رسالت کے انکار پر اپنی تمام توانائیاں صرف کر رہے ہیں بلکہ بھولے بھالے، دین سے ناواقف، نادان مسلمانوں کو اپنے سچے دین اسلام سے برگشتہ کر کے اپنے باطل مذہب کی طرف مائل کر رہے ہیں۔ اسی صورت حال کے پیش نظر فقیر نے ارادہ کیا کہ جدید بائبل میں سرکار دو عالم ﷺ کے بارے میں موجودہ پیشین گوئیوں کو اس کتاب میں جمع کر دیا جائے تا کہ ان الہامی مذاہب کے ماننے والوں کے لئے ہدایت کا نشان اور مسلمانوں کے لئے ازدیاد یقین کا باعث ہو۔

الہامی کتب میں سرکار ﷺ کی آمد کی خوشخبریاں

اس کتاب کے پہلے حصے میں توریت میں موجود بشارتوں میں سے دو بشارتیں بیان کی جاتی ہے۔ان بشارتوں کے اعتبار سے توریت ماننے والوں پر فرض ہے کہ سیدنا ومولانا محمد عربی ﷺ پر ایمان لائیں۔

پہلی بشارت

کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۲ میں ہے

"میں انکے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں حکم دونگا وہی وہ ان سے کہے گا ۔اور جو کوئی میری ان باتوں کو جنکو وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لونگا ۔لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے وہ نبی قتل کیا جائے ۔اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے اسے ہم کیونکر پہچانیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا۔"

﴿کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عھد نامہ مطبوعہ: بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور﴾

اس عبارت میں ایک آئندہ آنے والے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ عیسائیوں کے بقول وہ نبی سیدنا عیسی علیہ السلام ہیں اور یہودیوں کے نزدیک وہ یوشع علیہ السلام ہیں۔اور مسلمانوں کے نزدیک اس عبارت میں حضور پرنور شافع یوم النشور سیدنا محمد ﷺ کے ظہور کی خبر دی گئی ہے۔اگر عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کے اقوال کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر واضح ہو جائی گی کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا خیال تعصب پر مبنی ہے اور حق مسلمانوں کے ساتھ ہے۔کیونکہ اس عبارت میں کچھ ایسی واضح علامات ہیں کہ جن کے مصداق سیدنا ومولانا محمد عربی ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا اور سیدنا عیسی علیہ السلام اور یوشع تو ہرگز

بھی اس عبارت کے مصداق نہیں ہیں اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

﴿......۱......﴾

اس عبارت میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ وہ نبی ان ہی کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ خط کشیدہ الفاظ اس بات کی وضاحت کررہے ہیں کہ وہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہ ہوگا کیونکہ اس عبارت میں تمام بنی اسرائیل سے خطاب کیا گیا ہے۔اور اگر وہ نبی بنی اسرائیل میں سے ہوتا تو ان ہی کے بھائیوں کہنے کے بجائے ''انھیں میں سے ہوگا'' کہا جاتا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ نبی اسرائیلی نہ ہوگا بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا جو بنی اسرائیل کے غیر ہونگے۔ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل، بنی عیسو اور ابراھیم علیہ السلام کی بیوی قطورا کی اولاد ہیں۔ بنی عیسو اور قطورا کی اولاد میں کوئی نبی نہ ہوا اور نہ ہی کسی نے اس بارے میں کوئی دعوی کیا۔ جہاں تک بنی اسماعیل کا تعلق ہے وہ بنی اسرائیل کے بھائی بھی ہیں اور ان ہی میں سے نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث بھی فرمائے گئے۔ بنی اسماعیل کے بنی اسرائیل کے بھائی ہونے کے بارے میں تو خود بائبل گواہی دیتی ہے۔ کتاب پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۱،۱۲ میں ہے

> ''خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا پیدا ہوگا۔اس کا نام اسماعیل رکھنا اسلئے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا ہے۔ وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا۔ اسکا ہاتھ سب کیخلاف اور سب کے ہاتھ اسکے خلاف ہونگے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہیگا۔''

﴿کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ مطبوعہ: انارکلی، لاہور﴾

اس آیت میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے بسے رہیں گے۔اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے لہذا ان کی اولاد آپس میں بھائی ہوگی۔ چنانچہ اس پیشین گوئی کے مصداق بھی بنی اسماعیل ہونگے۔ پس ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا دعوی سچا اور اس پیشین گوئی کے عین مطابق ہے جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا دعوی باطل ہے جسے یہ عبارت خود رد کر رہی ہے۔

﴿......۲......﴾

اس عبارت میں بھیجے جانے والے نبی کے بارے میں موسی علیہ السلام سے فرمایا گیا تیری مانند ایک نبی یعنی وہ

نبی سیدنا موسی علیہ السلام کے مشابہ ہونگے۔ مبعوث کیے جانے والے نبی کے بارے میں مذکورہ بالا خط کشیدہ الفاظ میں جو علامت بیان کی گئی ہے وہ ایسی علامت ہے جو کسی اسرائیلی میں نہیں ہوسکتی کیونکہ کتاب استثناء میں اس بات کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں موسی علیہ السلام کی مانند کوئی نبی نہیں ہے وہ عبارت درج ذیل ہے۔

10.There has never been a prophet in Israel like Moses, the Lord spoke with him face to face. 11. No other prophet has ever done miracles and wonders like those that the Lord sent Moses to perform against the king of Egypt, his officials, and the entire country. 12. No other prophet has been able to do the great and terrifying things that Moses did in the sight of all Israel.

THE BIBLE

TODAY'S ENGLISH VERSION

PRINTED FROM INDIA.

ترجمہ: بنی اسرائیل میں اب تک کوئی نبی موسی علیہ السلام کی مانند نہیں پیدا ہوا کہ جس سے خدا نے براہ راست کلام کیا ہو۔ اور نہ ہی کسی اور نبی نے ایسے معجزے اور حیران کن کام انجام نہیں دیے جیسے کہ خدا نے موسی کو مصر کے بادشاہ اور اس کے کارندوں اور پورے ملک کے خلاف کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ موسی کی طرح کوئی اور نبی اس طرح کے عظیم اور خطرناک کام نہ کرسکا جیسے کہ موسی علیہ السلام نے اسرائیل کی نگاہوں کے سامنے کیے۔

بائبل کے اردو ایڈیشن میں بھی یہ عبارت موجود ہے مگر آیت نمبر ۱۱ اور ۱۲ کے اردو ترجمہ میں اس انداز میں تحریف کی گئی کہ موسی علیہ السلام کی وہ خصوصیات جو انگلش ترجمہ میں ہیں وہ باقی نہیں رہیں۔ بہر حال آیت نمبر ۱۰ لکھی جاتی ہے۔

''اوراس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس سے خداوند نے روبرو باتیں کی کہیں نہیں اٹھا۔''

﴿کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ مطبوعہ: انارکلی، لاہور﴾

چنانچہ سیدنا عیسیٰ اور یوشع علیہما السلام اس پیشین گوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ان خصوصیات کے اعتبار سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہیں ہیں۔ جبکہ نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت وکردار کا مطالعہ کیا جائے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام میں یہ تینوں خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(اول) موسیٰ علیہ السلام کی پہلی خصوصیت تو یہ بیان کی گئی کہ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے براہ راست خطاب فرمایا۔ اور یہ فضیلت سیدنا امام الأنبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی حاصل تھی چنانچہ قرآن وحدیث کے مطابق اللہ جل شانہ نے نبی مکرم حضرت محمد ﷺ سے معراج کی رات نہ صرف کلام فرمایا بلکہ شرف ملاقات بھی بخشا۔ اللہ جل شانہ اپنے آخری کلام قرآن مجید میں اس ملاقات کو یوں بیان فرماتا ہے۔

فکان قاب قوسین او ادنی ۔فاوحی الی عبده ماأوحی۔

﴿پارہ ۲۷، سورۃ النجم ۵۳، آیت ۹،۱۰﴾

ترجمہ: تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

﴿کنزالایمان﴾

چنانچہ ظاہر ہوا کہ سیدنا عیسیٰ اور یوشع علیہما السلام، موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں ہیں بلکہ ہمارے آقا ومولا سیدنا محمد عربی ﷺ اس وصف میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں۔

(دوم) موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اسکے کارندوں کے مقابلے میں عظیم معجزے دکھائے۔

جس قدر حیرت انگیز معجزے ہمارے نبی مکرم سیدنا محمد ﷺ سے ظاہر ہوئے ایسے معجزے دیگر انبیاء سے بھی ظاہر نہیں ہوئے بلکہ آپ علیہ السلام گذشتہ تمام انبیاء کے معجزات کے جامع ہیں۔ کفار عرب نے جب آپ ﷺ سے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے کفار مکہ کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے اس انداز میں فرمائے کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کی ایک جانب ہو گیا اور دوسرا ٹکڑا دوسری جانب چلا گیا۔

امام المحدثین سیدنا محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالی اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں

عن انس بن مالک انه حدثهم ان اهل مكة سألوا رسول الله ﷺ ان يريهم اية فاراهم انشقاق القمر

﴿حدیث نمبر:۳۶۳۷﴾

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کی کہ اھل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے چاند کو شق ہوتے ہوئے دکھایا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے

فاراهم القمر شقتين حتى رأوا حراء بينهما

﴿صحیح بخاری، جلد اول، باب انشقاق القمر، صفحہ ۵۴۶ قدیمی کتب خانہ، حدیث نمبر ۳۸۶۸﴾

ترجمہ: پس آپ ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا یہاں تک کہ کفار مکہ نے غار حراء کو چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

اسی طرح غزوہ حنین کے موقع پر جب سرکار دوعالم ﷺ نے دیکھا کہ دشمن کے حملے میں تیزی آگئی ہے آپ ﷺ نے اپنے سفید خچر شریف کو آگے بڑھانا چاہا تاکہ اللہ تعالی کے دشمنوں کو سخت جواب دیا جائے مگر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ نے خچر شریف کی لگام اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے رکاب پکڑ لی کہ کہیں خچر آگے نہ بڑھ جائے اور اس حال میں نبی اکرم سرور دوعالم ﷺ فرمارہے تھے أنا النبی لا کذب ...... أنا ابن عبدالمطلب یعنی میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے......عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ ایسے میں سرکار دوعالم ﷺ نے خچر سے زمین پر نزول فرمایا اس سے آگے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی یوں روایت کرتے ہیں

نزل عن البغلة ثم قبض قبضة من تراب من الأرض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق الله منهم انسانا الا ملأ عينه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم الله بذلك وقسم رسول الله ﷺ غنائمهم بين المسلمين۔

﴿صحیح مسلم، جلد ثانی، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ الحنین، صفحہ۱۰۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی﴾

ترجمہ: آپ ﷺ نے خچر سے نزول فرمایا پھر زمین سے مٹھی بھر خاک اٹھا کر دشمن کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا ان کے چہرے قبیح ہوگئے، پھر اللہ تعالی نے اس مٹھی سے ان کے ہر انسان کی آنکھ میں مٹی بھر دی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے، سو اللہ عزوجل نے ان کو شکست دی، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

سرکار دو عالم ﷺ کے عظیم معجزات جو آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے دشمنوں کے خلاف ظاہر فرمائے ان میں سے صرف دو بیان کئے گئے ہیں ورنہ انکے بیان کے لئے تو ضخیم کتاب بھی ناکافی ہے۔ بہرحال ان دو واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ نبی اکرم شاہ بنی آدم ﷺ ہی وہ ذات مبارکہ ہے جو ان خصوصیات میں موسی علیہ السلام کی مانند ہے نہ کہ سیدنا عیسی اور یوشع علیہما السلام۔ لھذا اس پیشین گوئی میں مبعوث کئے جانے والے نبی سے مراد آپ ﷺ ہی ہیں۔

(سوم) موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے عظیم کارنامے انجام دیے۔

جہاں تک اپنی قوم کے سامنے حیرت انگیز کام انجام دینے کا تعلق ہے اس میں بھی حضور ﷺ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ جن میں سے چند ایک کی طرف صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کے دوران ایسی سخت چٹان نمودار ہوئی جو کسی سے نہ ٹوٹتی تھی مگر نبی اکرم ﷺ نے اسے ایک ہی ضرب میں توڑ ڈالا۔ ایک پیالہ بھر کھانے سے چالیس افراد کو اس طرح سے کھلایا کہ سب کے پیٹ بھر گئے۔ ایک بکری کے گوشت سے سارے لشکر کو شکم سیر کر دیا۔ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے جس سے ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں انسان بشمول اپنی سواری کے جانوروں کے سیراب ہوئے اور بعد کے لئے برتنوں میں بھر کر رکھ لیا۔ چرند، پرند، شجر و حجر اطاعت اور سلام کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتے تھے۔ حیوانات سجدہ کیا کرتے تھے۔ احد پہاڑ کو خوشی میں وجد آگیا اور آپ ﷺ کے حکم پر ٹھہر گیا۔ بارش کے لئے دعا کی اور ہاتھوں کے لوٹنے سے پہلے ہی چاروں اطراف سے بادل گھر گئے اور بارش برس گئی۔ اور دعا کرتے ہی بادل مدینہ شریف پر سے پھٹ گئے اور بارش رک گئی۔

سست گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ برق رفتار ہوگیا۔ جابر رضی اللہ تعالی کے سست اونٹ کو ٹھوکا دیا اور وہ ایسا چابکدست ہوا کہ روکنے پر مشکل سے رکتا تھا وغیرھا حیرت انگیز باتوں کا ظاہر ہونا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق صرف حضور پرنور محمد عربی ﷺ ہیں۔

موسی علیہ السلام کی ان تین خصوصیات کے علاوہ اور بھی ایسی خصوصیات ہیں جن میں سیدنا عیسی علیہ السلام موسی علیہ السلام کی مانند نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ان خصوصیات میں موسی علیہ السلام کی مانند ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) عیسائی عقیدہ کے مطابق موسی علیہ السلام اللہ تعالی کے بندے اور رسول تھے جبکہ عیسی علیہ السلام خود مکمل خدا تھے (العیاذ باللہ) چنانچہ عیسی علیہ السلام موسی علیہ السلام کی مثل نہیں تھے بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسی علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۲) سیدنا موسی علیہ السلام کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ماں باپ کے ذریعے سے ہوئی جبکہ عیسی علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے معجزانہ طور پر ہوئی لہذا عیسی علیہ السلام موسی علیہ السلام کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسی علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ ان کی پیدائش بھی دیگر انسانوں کی طرح ماں باپ کے ذریعے سے ہوئی۔

(۳) سیدنا موسی علیہ السلام نے شادی کی اور ان کی اولاد ہوئی جبکہ عیسی علیہ السلام نے شادی ہی نہیں فرمائی پس ان کے اولاد بھی نہ ہوئی لہذا عیسی علیہ السلام موسی علیہ السلام کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسی علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے شادیاں بھی فرمائیں اور آپ ﷺ کی اولاد بھی ہوئی۔

(۴) موسی علیہ السلام نے نبی ہونے کے ساتھ ساتھ حاکم ہونے کے بھی فرائض انجام دیے جبکہ عیسی علیہ السلام صرف نبی تھے ساری زندگی ظاہری حکومت نہ کی لہذا عیسی علیہ السلام موسی علیہ السلام کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسی علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے نبوت کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ حاکم کے بھی فرائض انجام دیے۔

(۵) سیدنا موسی علیہ السلام نے اپنی امت کو جہاد کا حکم دیا جب کہ بائبل کے مطابق عیسی علیہ السلام نے یہ تعلیم دی کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال آگے کردو لہذا عیسی علیہ السلام موسی علیہ کی مثل نہیں ہیں بلکہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو نہ صرف جہاد کا حکم فرمایا بلکہ خود بنفس نفیس جہاد بھی فرمایا۔

(۶) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں عبادت کے وقت طہارت ضروری ہے جبکہ موجودہ انجیلوں کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں باطنی طہارت کافی ہے لہذا عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ سیدنا محمد عربی ﷺ کی شریعت میں بھی عبادت مثلاً نماز کے وقت طہارت ضروری ہے۔

(۷) موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے لہذا عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں بھی شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا سنگسار ہے۔

(۸) اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حدود و قصاص اور دیگر سزاؤں کی تعیین پائی جاتی ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ایسے احکام نہیں ہیں لہذا عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں یہ تمام احکام پائے جاتے ہیں۔

(۹) موسیٰ علیہ السلام کی وفات بستر پر ہوئی جبکہ عیسائیوں کے باطل عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سولی پر ہوئی (اسلامی عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ انھیں سولی پر ہرگز نہیں لٹکایا جاسکا بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں آسمان پر اٹھالیا تھا) لہذا عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی وفات مبارکہ اپنے پیاروں کے درمیان بستر پر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی گود میں ہوئی۔

(۱۰) موسیٰ علیہ السلام اپنی وفات کے بعد قبر میں مدفون ہیں جبکہ عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق تین دن بعد اپنی قبر سے باہر تشریف لے آئے لہذا عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ بھی قبر میں دفن کیے گئے اور آج بھی اپنے مزار پرانوار سے سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۱۱) موسیٰ علیہ السلام سعید تھے جبکہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق (معاذ اللہ) عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی

وجہ سے ملعون ہوئے لہذا عیسی علیہ السلام موسی علیہ السلام کی مثل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسی علیہ السلام کی مانند ہیں کیونکہ آپ ﷺ نہ صرف خود سعید تھے بلکہ اپنے لطف وکرم سے آج تک لوگوں کو سعید بنا رہے ہیں۔

سیدنا موسی علیہ السلام اور سیدنا محمد عربی ﷺ فداہ امی وابی کے درمیان مماثلت کی چند وجوہات بیان کی گئی ہیں اسکے علاوہ اور بھی کئی وجوہات سے مماثلت ثابت کی جاسکتی ہے مگر یہ مختصر رسالہ اس کا متحمل نہیں ہوسکتا بہرحال نظر انصاف رکھنے والے اتنا بھی پڑھ کر بلا پس وپیش کہہ اٹھیں گے کہ سیدنا محمد عربی ﷺ ہی اس پیشین گوئی کے مصداق ہیں۔

﴿......۳......﴾

اس عبارت میں جس نبی کے بارے میں پیشین کی گئی ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ مستقبل میں مبعوث کئے جائیں گے جیسا کہ خط کشیدہ الفاظ برپا کرونگا سے ظاہر ہے۔ چنانچہ اس سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ یہودیوں کا یہ کہنا کہ وہ نبی یوشع علیہ السلام ہیں غلط ہے کیونکہ یوشع علیہ السلام تو اس وقت موجود تھے پھر ان کا مبعوث کیا جانا کیا معنی رکھتا ہے۔اور وہ عیسی علیہ السلام بھی نہیں ہوسکتے جیسا کہ اس کی وضاحت کی جاچکی ہے۔چنانچہ اس کے مصداق محمد عربی ﷺ فداہ امی وابی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

﴿......۴......﴾

اس پیشین گوئی میں رب تعالی نے فرمایا کہ اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا یہ خط کشیدہ الفاظ اس بات پر دلالت کررہے ہیں کہ مبعوث کیے جانے والے نبی اُمّی (جس نے انسانوں سے تعلیم حاصل نہ کی ہو) ہونگے اوران پر کتاب بھی نازل کی جائے گی۔ یہ دونوں وصف سیدنا یوشع علیہ السلام میں تو نہیں پائے جاتے کیونکہ نہ تو اُمّی تھے اور نہ ان پر کوئی نئی کتاب نازل ہوئی۔اسی طرح سیدنا عیسی علیہ السلام بھی اس پیشین گوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے کیونکہ آپ علیہ السلام بھی امی نہ تھے بلکہ آپ علیہ السلام نے کتاب یسعیاہ پڑھی تھی۔لوقا باب ۴ آیت ۱۶،۱۷ میں ہے۔

> ’’اور وہ ناصرہ میں آیا جہاں اس نے پرورش پائی تھی اور اپنے دستور کے موافق سبت کے دن عبادت خانے میں گیا اور پڑھنے کو کھڑا ہوا۔اور یسعیاہ نبی کی کتاب اسکو دی گئی اور کتاب کھول

کر اس نے وہ مقام نکالا جہاں یہ لکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔'

﴿کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عھد نامہ مطبوعہ: انارکلی لاہور﴾

جبکہ حضور پرنور محمد عربی ﷺ پر کتاب کا نازل کیا جانا ایسا روشن امر ہے کہ جو کہ محتاج دلیل نہیں ہے اور آپ ﷺ کا اُمّیہو نا خود قرآن مجید اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

الذین یتبعون الرسول النبی الأمی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والأنجیل یأمرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والأغلال التی کانت علیهم فالذین آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون۔

﴿پارہ ۹، سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۷﴾

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انھیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

﴿کنزالایمان﴾

اس آیت مبارکہ میں نہ صرف آپ ﷺ کا اُمّی ہونا بلکہ صاحب قرآن ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک توریت اور انجیل میں بھی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق سیدنا محمد عربی ﷺ ہی ہیں۔

اس عبارت میں مبعوث کیے جانے والے نبی کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ میں حکم دونگا وہی وہ ان سے کہے گا ۔خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ نبی مبعوث اپنی جانب سے کچھ بھی نہ کہیں گے بلکہ جو کچھ بھی ان کی زبان مبارکہ سے صادر ہوگا وہ وحی الٰہی کے تحت ہوگا۔اور یہ ایسا وصف ہے جو نبی آخرالزمان محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علاوہ کسی اور کے لئے بیان نہیں کیا گیا۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے

وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی۔

﴿پارہ ۲۷،سورۃ النجم ۵۳،آیت ۳،۴﴾

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔

﴿کنزالایمان﴾

حضور پرنور شاہ بنی آدم محمد عربی ﷺ کی زبان مبارکہ سے خوشی، غمی، غضب، مزاح الغرض ہر حال میں حق ہی صادر ہوتا تھا۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی روایت کرتے ہیں

عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمعہ من رسول اللہ ﷺ ارید حفظہ فنھتنی فقالوا قریش اتکتب کل شیء تسمعہ ورسول اللہ ﷺ بشر یتکلم فی الغضب والرضا فأمسکت عن الکتابۃ فذکرت ذلک الی رسول اللہ ﷺ فأومأ الی فیہ فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ مایخرج منہ الا حق۔

﴿سنن ابوداؤد، کتاب العلم، صفحہ ۵۱۳،۵۱۴،مطبوعہ:نورمحمد کتب خانہ کراچی﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنھما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا محفوظ رکھنے کے لئے لکھ لیا کرتا تھا پس مجھ کو قریش کے بعض لوگوں نے اس سے منع کردیا اور کہا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ وہ بشر ہیں کبھی غضب میں گفتگو فرماتے ہیں اور تو کبھی خوشی میں پس میں نے لکھنا ترک کردیا پھر میں نے اس بات کا تذکرہ سرکار دوعالم ﷺ سے کیا تو سرکار ﷺ نے اپنے مبارک دہن (منہ) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ لکھو قسم ہے اس ذات کی

کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔
چنانچہ ظاہر ہوا کہ اس پیشین گوئی کے حقیقی مصداق ہمارے آقا و مولا محمد عربی ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا۔

﴿......٦......﴾

اس پیشین گوئی میں کہا گیا ہے کہ اور جو کوئی میری ان باتوں کو جنکو وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لونگا اس سے مراد آخرت کا عذاب یا دنیاوی عظیم عذاب نہیں ہے کیونکہ آخرت کا عذاب ہر نبی کے نافرمان کو ہوگا اور دنیاوی عذاب بھی کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی نافرمان امتوں پر کیا گیا ہے چنانچہ یہ دونوں قسم کے عذاب کسی قوم کو دیے جانا کسی نبی کے لئے خاصہ نہیں بن سکتے بلکہ اس سے مراد اس نبی علیہ السلام کی شریعت کی نافرمانی کرنے والوں کو دنیاوی طور پر قوانین شریعت کے تحت سزا دینا ہے۔اور یہ بات حضرت عیسی علیہ السلام کے معاملے میں درست نہیں کیونکہ آپ کی کوئی ظاہری حکومت نہ تھی اس لئے قوانین شریعت کا نفاذ بھی نہ ہوا۔ جب کہ سرکار دو عالم ﷺ پر یہ بات سوفیصد صادق آتی ہے۔ چنانچہ اس پیشین گوئی میں نبی مبعوث سے مراد ہمارے پیارے آقا ﷺ ہی ہیں۔

﴿......٧......﴾

اس پیشین گوئی میں کہا گیا ہے کہ جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے وہ نبی قتل کیا جائے ۔پیشین گوئی کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اگر وہ نبی خدا تعالی پر بہتان باندھے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہی حکم اللہ تعالی کے سچے کلام قرآن مجید میں بیان ہوا۔ارشاد ربانی ہے۔

ولو تقول علينا بعض الاقاويل لأخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔فما منكم من احد عنه حاجزين۔

﴿پارہ ۲۹،سورۃ الحاقۃ ٦٩،آیت ۴۴ تا ۴۷﴾

ترجمہ: اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔

﴿کنزالایمان﴾

تو معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم رؤوف رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ ہی اس پیشین گوئی کے مصداق اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قتل سے محفوظ رکھا۔ جبکہ عیسائیوں کے باطل عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام اس پیشین گوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے کہ ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا کر مار دیا گیا تھا۔

﴾......۸......﴿

اس پیشین گوئی میں کہا گیا ہے کہ اس کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا۔"

پیشین گوئی کے ان الفاظ میں سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ اگر وہ نبی کسی آئندہ ہونے والی بات کے بارے میں کچھ کہے اور پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا نبی ہے ورنہ سچا ہے۔ اگر سچی نبوت کی جانچ کے اسی معیار کے مطابق نبی غیب دان صادق ومصدوق محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیان کردہ خبروں اور پیش گوئیوں کو پرکھا جائے تو یہ حقیقت ساری دنیا کے عیسائیوں اور یہودیوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیگی کہ آپ ﷺ ہی اس پیش گوئی کے مصداق اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ چند ایک خبروں کو پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رومیوں کی ایرانیوں کے خلاف فتح کے بارے میں ایسے وقت میں وحی نازل فرمائی جبکہ رومی ایرانیوں سے شکست کھا چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

الم۔ غلبت الروم۔ فی ادنی الأرض وهم من بعد غلبهم سیغلبون۔ فی بضع سنین للہ الأمر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون۔ بنصرالله ینصر من یشاء وهو العزیز الرحیم۔ وعدالله لایخلف الله وعده ولكن اكثر الناس لا یعلمون۔ یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا وهم عن الأخرة هم غفلون۔

﴿پارہ۲۱،سورۃ الروم۳۰، آیت ا تا ۷﴾

ترجمہ: رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہونگے چند برس میں حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہونگے اللہ کی مدد سے، مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ، اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں۔

﴿کنز الایمان﴾

ان آیات مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب ایران کے آتش پرستوں اور روم کے عیسائیوں کی آپس میں جنگ ہوئی اس جنگ میں آتش پرست رومی عیسائیوں پر غالب آئے۔ جب یہ خبر مکہ کے مشرکوں کو پہنچی تو انھوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم اور ایرانی لوگ ناخواندہ ہیں۔ وہ بھی کسی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے اور ہم بھی لہذا وہ ہمارے بھائی ہوئے جبکہ تم اور رومی عیسائی کتاب کو ماننے والے ہو لہذا تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ جس طرح آتش پرست رومیوں پر غالب آئے ہیں اسی طرح ہم لوگ بھی تم پر غالب آئیں گے تو اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس موقع پر کافروں سے کہا کہ اللہ تمھاری مرادوں کو پورا نہ کرے۔ خدا کی قسم چند سالوں میں رومی آتش پرستوں پر غالب آئیں گے۔ اس پر ابی ابن خلف نے کہا تم جھوٹے ہو، لہذا ہم آپس میں کسی مدت پر شرط لگا لیتے ہیں۔ چنانچہ دونوں جانب سے دس دس اونٹوں پر شرط لگالی گئی اور تین سال کی مدت مقرر ہوئی۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس بات کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بضع کا اطلاق تین سے نو تک پر ہوتا ہے لہذا تم اونٹوں کی تعداد میں اضافہ کر لو اور مدت بڑھالو۔ چنانچہ نو سال کی مدت مقرر کر دی گئی اور اونٹوں کی تعداد سو کر دی گئی۔ ٹھیک سات سال بعد رومی عیسائی ایران کے مجوسیوں پر غالب آ گئے مگر اس دوران ابی ابن خلف مر چکا تھا لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے وارثوں سے سو اونٹ وصول فرمائے۔

دوسرا

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو مسجد حرام میں امن وسکون کے ساتھ داخلے کی اطلاع اس وقت دی تھی

جبکہ مسجد حرام کفار مکہ کے قبضہ میں تھی۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين محلقين رؤسكم ومقصرين لاتخافون۔

﴿پارہ ۲۶، سورۃ الفتح ۴۸، آیت ۲۷﴾

ترجمہ: بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے ترشواتے بے خوف۔

﴿کنزالایمان﴾

چنانچہ فتح مکہ کے وقت سرکار دوعالم ﷺ اپنے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کے ساتھ اسی طرح حرم شریف میں داخل ہوئے۔

مذکورہ بالا تشریح کے بعد ہر عقل مند انصاف پسند انسان بے اختیار یہ کہے گا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق سیدنا محمد عربی ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا۔

دوسری بشارت

اب توریت سے دوسری پیشین گوئی پیش کی جاتی ہے جو کہ پہلی پیشین گوئی کی مؤید ہے اور اس میں تشریف لانے والے نبی کی مزید نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ کتاب استثناء باب ۳۳ آیت ۱ تا ۳ میں ہے۔

"The Lord came up from Sinai, and rose up from Seir unto them, He shined forth from mount Paran and He came with ten thousands of saints, from his right hand went a feiry law. Yea he loved the people, all his saints are in thy hand and they sat down at thy feet, everyone shall receive thy words.

(Due 33: 2,3)

The Holy Bible

Thomas Nelson INC.

Nashvilli / New York

ترجمہ: اور خدا سینا سے آیا اور ان کے سامنے شعیر سے بلند ہوا اور پھر وہ فاران پر چمکا اور وہ دس ہزار (۱۰۰۰۰) نیک لوگوں کے ساتھ آیا اس کے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی ہاں وہ لوگوں سے محبت کرتا تھا اور اس کے تمام نیک ساتھی تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ سب تیرے قدموں میں بیٹھتے ہیں اور ہر ایک تیری بات مانے گا۔''

اس پیشین گوئی کی شرح کرنے سے پہلے یہ جان لیا جائے کہ اس پیشین گوئی میں حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایسی کھلی نشانیاں بیان کی گئی ہیں کہ ہر انصاف پسند علم دوست انسان ذرا سے تدبر کے بعد بر ملا کہہ اٹھے گا کہ یہ پیشین گوئی نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت مبارکہ ہے۔ مگر افسوس صد افسوس اس پیشین گوئی میں بھی اس انداز میں تبدیلیاں کردی گئی ہیں کہ اب حقیقت تک پہنچنا انتہائی مشکل ہوگیا ہے۔ پہلے اس عبارت کی تشریح کی جاتی ہے تاکہ اس عبارت میں تبدیلی کرنے کا سبب بآسانی جانا جاسکے۔

مذکورہ بالا پیشین گوئی کی ابتداء میں کہا گیا ہے کہ خدا سینا سے آیا اور سینا کوہ طور کا دوسرا نام ہے چنانچہ اس سے مراد خداوند تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمانا ہے اور شعیر سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے۔ آج کل یہ پہاڑ جبل الخلیل کے نام سے مشہور ہے۔ ہدایۃ الحیاری میں ابن قیم نے لکھا کہ ساغیر (شعیر) کے نام سے آج تک وہاں ایک بستی آباد ہے۔ تو خدا کے شعیر کے سامنے سے بلند ہونے سے مراد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمانا ہے۔ فاران پر خدا کے چمکنے سے اشارہ ہے نزول قرآن مجید کی طرف۔ کیونکہ فاران مکہ شریف کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور اس بات کو خود بائبل ثابت کرتی ہے۔ چنانچہ کتاب پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۷ تا ۲۱ میں ہے

''خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کیونکہ خدا نے اس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اسکی آواز سن لی ہے۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اسکو ایک بڑی قوم

بناؤں گا۔ پھر خدا نے اسکی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کوآں دیکھا اور جا کر مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیر انداز بنا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اسکی ماں نے ملک مصر سے اسکے لئے بیوی لی۔"

﴿ کتاب پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۷ تا ۲۱ ﴾

اس عبارت اور اس سے ماقبل میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا حال بیان ہوا ہے کہ کس طرح سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنی صابرہ زوجہ سیدتنا ہاجرہ رضی اللہ تعالی عنھا اور اپنے شیر خوار بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے بیابان میں تنہا اللہ تعالی کے آسرے پر چھوڑا تھا اور اللہ تعالی نے خصوصی کرم فرماتے ہوئے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے لئے زمزم کو جاری فرمایا۔ اور اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اس جگہ کا نام فاران تھا۔ تمام منصف مزاج مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام مکہ شریف میں پلے بڑھے تھے اور ان کے لئے جاری کیے جانے والا مبارک پانی زمزم شریف مکہ المکرّمہ ہی میں جاری ہوا تھا۔ چنانچہ اس پیشین گوئی میں فاران سے مراد مکہ شریف ہی ہے۔ اور سارا عالم جانتا ہے کہ مکہ شریف کو اللہ کے محبوب نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی ولادت کے خصوصی شرف سے نوازا اور مکہ شریف ہی کی پہاڑیوں پر آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ قرآن عظیم میں بھی ان تینوں مقامات کو خصوصی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

والطین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الأمین۔

﴿پارہ ۳۰، سورۃ التین ۹۵، آیت ۱، ۲، ۳﴾

ترجمہ: انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی۔

﴿ کنز الأیمان ﴾

انجیر اور زیتون سے مراد وہ جگہ ہے جو انجیر اور زیتون کی پیداوار کے لحاظ سے معروف ہو جیسا کہ اگلی آیات مبارکہ میں بھی دو مقامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ انجیر اور زیتون والی جگہ ملک شام ہے جو سیدنا عیسی علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے اور کوہ شعیر بھی اسی علاقے میں واقع ہے۔ اور طور سینا سے مراد کوہ طور

جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور بلد امین سے مراد مکہ معظّمہ ہے جہاں آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی اور نزول وحی کی ابتداء ہوئی۔ پھر اس پیشین گوئی میں جس نبی کی آمد کی بشارت دی گئی ہے اس کی مزید نشانیاں بیان کی گئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

﴿......۱......﴾

اس بشارت میں کہا گیا ہے کہ وہ دس ہزار (۱۰۰۰۰) نیک لوگوں کے ساتھ آیا ۔اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ آنے والا نبی جس جگہ ظاہر ہوگا کبھی اسی جگہ دس ہزار نیک سیرت لوگوں کے ساتھ آئیگا۔ یہ ایسی نشانی ہے جو صرف سیدنا محمد عربی فداہ امی وابی ﷺ ہی میں پائی جاتی ہے۔حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ جب آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ تقریبا دس ہزار (۱۰۰۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا عظیم الشان لشکر تھا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کے نیک اور پارسا ہونے میں سوائے بدبخت کے کوئی شک نہیں کرسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم سرکار دو عالم ﷺ کی صحبت بابرکت سے ایسے اعلی مقامات پر فائز ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی ان کے درجے کو نہیں پاسکتا۔ صحابہ کرام کی عملی زندگیاں ان کی نیکوئی اور پارسائی کی روشن دلیل ہیں بلکہ اس کا اعتراف تو خود کفار بھی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک عیسائی نے دنیا کے سو بہترین انسانوں کے بارے میں The Hundereds نامی کتاب لکھی تو پہلے نمبر پر آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا تذکرہ مبارکہ کیا اور پھر دوسرے نمبر پر آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کیا۔

﴿......۲......﴾

اس بشارت میں کہا گیا ہے کہ اس کے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی۔ ان الفاظ میں شریعت مطہرہ کی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس نبی کی شریعت کے قوانین ایسے روشن ہونگے کہ ہر ایک اس کی اچھائی کا اعتراف کریگا۔ اگر اس معنی کے اعتبار سے مذاہب عالم کو دیکھا جائے تو اسلام ہی اس کا اولین مصداق نظر آتا ہے کہ جس کا اعتراف غیر مسلم بھی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں غیر مسلم مصنفین میں سے صرف دو کی آراء بیان کی جاتی ہیں۔ مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے

" More pure than the system of Zoroaster, more

liberal than the law of Moses(Peace be upon him), the religion of Mahomet might seems less inconsistent with reason than the creed of mystery and superstition which, in the seventh century, disgraced the simplicity of the Gospels."

(The history of the decline and fall of Roman Empire. vol.V P. 487

ترجمہ: زرتشت کے مذھب سے زیادہ پاکیزہ، موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے زیادہ سہولت والا، محمد (ﷺ) کا دین عقل کے کم متصادم ہے بمقابلہ اس مذھبی توھم پرستی اور باطنیت کے کہ جس نے ساتویں صدی میں بائبل کی سادگی کو رسوا کر کے رکھ دیا تھا۔

ایڈمنڈ بورک کہتا ہے

" The Muhammadan law which is binding on all from the crowned head to the meanest subject, is a law interwoven with a system of the wisest, the most learned and the most enlightened ever existed in the world jurisprudence that

(Edmund Burke: In the impeachment of Warren Hasting.

ترجمہ: محمدی شریعت (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام) جو کہ تمام انسانوں، تاج والے سے لیکر ایک ادنی آدمی تک پر بھی لاگو ہے، ایک ایسی شریعت ہے جو انتہائی معقول، تہذیب یافتہ اور ایسی روشن فقہ سے مربوط ہے کہ جس کی عالم میں نظیر نہیں ملتی۔

اور آتشی شریعت سے مراد اگر یہ لیا جائے کہ یہ شریعت خدا کے دشمنوں پر سخت ہے تو یہ بھی درست ہے کہ اسلام میں

اللہ تعالی کے باغیوں اور دشمنوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا یہ وصف بھی بیان فرمایا ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

واشداء علی الکفار

﴿پارہ ۲۶ سورۃالفتح ۴۸ آیت ۲۹﴾

ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں

﴿کنزالأیمان﴾

﴿......۳......﴾

اس بشارت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہاں وہ لوگوں سے محبت کرتا تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نبی اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے یا اپنی تمام امت سے محبت کرے گا۔ بے شک یہ سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین ﷺ کا ایسا وصف ہے کہ جس میں کوئی اور نبی علیہ السلام آپ ﷺ کا شریک نہیں ہے۔سرکار ﷺ کا اپنی امت سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت اسکی فکر میں رہتے تھے حتی کہ جب اس دنیا کو اپنے وجود مسعود سے زینت دی تو آپ ﷺ کی زبان مبارکہ پر رب ھب لی امتی (اے مرے رب میری امت کا معاملہ میرے ہاتھ میں دیدے) جاری تھا۔اللہ جل شانہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اس وصف کے بارے میں فرماتا ہے

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رء وف رحیم۔

﴿پارہ ۱۱،سورۃ التوبۃ ۹،آیت ۱۲۸﴾

ترجمہ: بے شک تمھارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمھاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان

﴿کنزالأیمان﴾

جب نبی کریم ﷺ اپنی امت سے اتنی محبت کرتے تھے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین بھی آپس میں خوب محبت کیا کرتے تھے۔اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے

رحماء بینھم

﴿پارہ ۲۶ سورۃالفتح ۴۸ آیت ۲۹﴾

ترجمہ: آپس میں نرم دل

﴿کنزالأیمان﴾

لہذا ثابت ہوا کہ یہ بشارت نبی کریم رؤف رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے ہی میں ہے۔

﴿......ج......﴾

اس بشارت میں کہا گیا ہے کہ اوراس کے تمام نیک ساتھی تیرے ہاتھ میں ہیں اوروہ سب تیرے قدموں میں بیٹھتے ہیں اور ہرایک تیری بات مانے گا۔ ''بشارت کے اس حصے میں تشریف لانے والے نبی کے ساتھیوں کا وصف بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالی کی رضا پر راضی اور عبادت کرنے والے اور حکم بجالانے والے ہونگے۔ اگر انبیاء سابقین علیہم السلام پر ایمان لانے والے لوگوں کا موازنہ کیا جائے تو یہ وصف حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم ہی میں درجہ کمال کی حدتک پایا جاتا تھا۔ جبکہ یہ بات اس حدتک موسی وعیسی علیہما السلام کے ساتھیوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔ جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالی کے حکم کے مطابق قوم جبارین سے جہاد کرنے کے لئے فرمایا تو ان لوگوں نے انکار کردیا اور جواب دیا کہ تم اور تمھارا رب جہاد کے لئے جائیں ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں اور جب یہودی عیسی علیہ السلام کو پھانسی دینے کے لئے سولی کی طرف لے جانے لگے تو عیسی علیہ السلام کے حواری وہاں نہ ٹھہرے مگر جب حضور خاتم النبین سیدنا محمد عربی فداہ امی وابی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو جہاد کے لئے فرمایا تو سب نے اپنی جان قربان کرنے کا عہد کیا اور عرض کیا کہ ہم موسی علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ ہمیں سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو ہم آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں پس وپیش نہیں کرینگے۔ اس بشارت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کے بیان کئے گئے وصف کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا

تراھم رکعا سجدایبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ سیماھم فی وجوھھم من أثرالسجود۔ذلک مثلھم فی التوراۃ۔

﴿پارہ ۲۶ سورۃ الفتح ۴۸ آیت ۲۹﴾

ترجمہ: تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے

﴿کنزالأیمان﴾

اس آیت مبارکہ میں یہ بھی بتا دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا یہ وصف تورات میں بھی مذکور ہے۔ ان تمام علامتوں کو دیکھتے ہوئے کسی بھی دیدہ انصاف رکھنے والے کے لئے یہ کہنا ہرگز بھی مشکل نہ ہوگا کہ اس پیشین گوئی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کا تذکرہ ہے۔

اب فقیر اس بشارت میں جتنی تبدیلیوں پر مطلع ہوسکا بیان کئے دیتا ہے تاکہ متلاشیان حق کے لئے آسانی اور موجودہ عیسائیوں کی باطل پرستی کا پردہ چاک ہوجائے۔ وہ تحریفات درج ذیل ہیں۔

کنگ جیمس ورژن ۱۹۷۹ میں لفظ Seir (شعیر) کے بجائے Edom لکھ دیا گیا ہے۔ اور لفظ Saints (نیک لوگ) کے بجائے Angels (فرشتے) لکھ دیا گیا ہے اور Fiery law (آتشی شریعت) کو flaming fire (شعلہ والی آگ) سے تبدیل کردیا گیا ہے۔ And all his saints are in thy hand (اسکے تمام نیک لوگ تیرے فرمانبردار ہیں) کے بجائے And protects those who belongs to him (اور ان کی حفاظت کرتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں) لکھ دیا گیا ہے۔ And they sit down at thy feet (اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھتے ہیں) کے بجائے So we bow at his feet (تو ہم اسکے قدموں میں جھک جاتے ہیں) لکھ دیا گیا ہے۔

بائبل سوسائٹی لاہور کی جانب

سے اردو زبان میں چھپنے والے ایڈیشن میں بھی انتہائی بے حیائی سے تحریف کردی گئی ہے۔ درج ذیل سطور میں کتاب استثناء باب ۳۳ آیت ۳ اور ۴ کی پوری عبارت نقل کی جاتی ہے۔

''اور اس نے کہا' خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ہیں ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض

ہوگا۔‘‘

اس میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) کے بجائے لاکھوں لکھ دیا گیا ہے اور نیک لوگوں کے بجائے قدسیوں (فرشتوں) لکھ دیا گیا ہے۔ ’’لوگوں سے محبت کرتا ہے‘‘ کے بجائے ’’قوموں سے محبت کرتا ہے‘‘ لکھ دیا گیا ہے۔ اور ’’اور ہر ایک تیری بات مانے گا‘‘ کے بجائے ’’ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا‘‘ کر دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا تحریفات دیکھ کر ہر ذی فہم سمجھ جائیگا کہ ان تمام تحریفات کا مقصد ذکر مصطفیٰ ﷺ کو ختم کرنا ہے تاکہ بائبل کے قاری کبھی بھی حق کو نہ پاسکیں اور پادریوں کا کاروبار دنیا چلتا رہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد النبی الأمی وآله وبارك وسلم

یکم ربیع النور ۱۴۲۳ھ